



Classic Urdu

قسط ۸ اور ۹

Classic Urdu Material

اسلام علیکم !!! ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنف / مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔

بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنف / مصنف کی اجازت کے بغیر نقل نہیں کر سکتا۔

نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد / بلاگ / ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

نوٹ:

ہمیں اپنی ویب سائٹ کلاسیک اردو میٹیریل کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول / ناولٹ / افسانہ / کالم / آرٹیکل / شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

bestreadingmaterial@gmail.com

Classicnovels04@gmail.com

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page:

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

ان شاء اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔

مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔

شکریہ

انتظامیہ کلاسک اردو میٹیریل



سات سال بعد --

فرانس کا شہر پیرس -- اپنی خوبصورتی کی وجہ سے کئی ملکوں کو اپنی جانب راغب کرتا ہے -- اور اس شہر کی سب سے خاص جگہ آئفل ٹاور ہے -- جو لوگوں کی نگاہوں اور دلچسپی کا مرکز بنا رہتا ہے -- مگر یہ بھی ضروری نہیں کہ یہاں آنے والا ہر شخص اس کی کشش میں کھنچ کر یہاں آیا ہو --

اس رات بھی روز کی طرح یہ شہر اپنی تمام تر رونق اور خوبصورتی کے ساتھ جگمگا رہا تھا -- لوگ اپنے اپنے معمول اور کاموں کے لئے سڑکوں پر آ جا رہے تھے -- گاڑیاں بھی اپنی اپنی منزلوں کی جانب روا تھیں -- ایسے میں ایک سڑک پر موجود ہسپتال کے تیسرے فلور میں، تین افراد آپریشن تھیٹر کے سامنے موجود تھے -- ان تینوں کے چہروں پر پریشانی تھی -- دو لیڈرز جو کہ وہی پر بیچ میں بیٹھی تھیں -- اور دونوں ہی اپنی ڈریسنگ اور چہروں سے پیرس کی خاص شہری لگتی تھیں -- جبکہ ان کے سامنے دائیں بائیں چکر لگانے والا انسان اپنے خوبصورت نقوش اور قیمتی

کپڑوں سے امیر ترین شخص معلوم ہو رہا تھا۔۔ انکی پریشانی اور بے چینی سے صاف ظاہر تھا کہ آپریشن تمہیٹر کے اندر موجود مریض انکا کوئی عزیز تھا۔۔ جسکے لئے وہ تینوں دعا کر رہے تھے۔۔ تینوں کی آنکھیں نم تھیں۔۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ دروازے کے اوپر موجود لال بتی بجھ گئی تھی۔۔ جسے دیکھ کر تینوں دروازے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔ دروازہ کھلا تھا اور اب ایک ڈاکٹر اور ایک نرس باہر آئی تھیں۔۔ نرس آگے بڑھ گئی تھی۔۔ جبکہ وہ تینوں اب ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔

”سینیٹی کیسی ہے اب ڈاکٹر؟ آپریشن ٹھیک رہا نہ؟“ انہیں میں سے ایک لیڈی نے انگریزی میں پوچھا تھا۔۔

”آپ فکر مت کریں۔۔ آپکی پیشینٹ بالکل ٹھیک ہیں۔۔ ہم تھوڑی دیر میں انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے۔۔ آپ مل لیجئے گا“ ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

”تھینک یو ڈاکٹر“ انکے ساتھ موجود اس آدمی نے کہا تھا۔۔

”نو تھینکس۔۔ یہ میرا فرض تھا“ وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی تھیں۔۔۔

اب وہ ڈاکٹر سیدھا ہینڈ واش کرنے آئی تھیں۔۔ اپنے ہاتھوں سے گلوں اتارے اور ہینڈ واش کرنے کے بعد ایک نظر سامنے آئے پر ڈالی تھی۔۔ بالوں پر سے کور پن اتاری جس سے سارے سیاہ بال انکے ماتھے اور کمر تک بکھر گئے تھے۔۔ بالوں کو ٹھیک کرنے کے بعد اب وہ اپنے آفس کی طرف جانے لگی تھیں۔۔ ابھی انہوں سے آفس کا دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ انہیں رکنا پڑا تھا۔۔

”ڈاکٹر الہام“ کسی نے پکارا تھا اور وہ پلٹی تھی۔۔ سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر وہ مسکرائی تھی۔۔

”کیسا رہا آپکا آپریشن؟“ وہ اسکے پاس پہنچ کر پوچھ رہی تھیں۔۔

”ہمیشہ کی طرح۔۔ پرفیکٹ“ نزاکت سے اپنے کارلر کو تھوڑا اوپر اٹھا کر اس نے فخریہ انداز میں کہا تھا۔۔

"گریٹ۔۔ پھر اب چلیں؟"

"ضرور۔۔ میں اپنا بیگ لے لوں" وہ کہہ کر آفس کے اندر آئی تھی اور اپنی میز پر رکھا بلیو بیگ اٹھا کر دوبارہ باہر آئی۔۔

"پھر آج ذر میری طرف سے ہوگا یقیناً؟" ساتھ چلتے ہوئے الہام نے کہا تھا۔۔

"بلکل۔۔۔ آپکی طرف سے ہوگا۔۔۔ آخر آپکا ایک اور آپریشن خیریت سے ہو گیا ہے" ساتھ چلتی ڈاکٹر نے کاندھے اٹھا کر کہا تھا۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔ آپ کی باری بھی آئے گی" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ریسٹورینٹ میں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔۔

"احتشام بھی آنے والا ہوگا بس" ڈاکٹر پارسا نے کھڑی دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

”اور ہمیشہ کی طرح وہ کھانا آنے کے بعد آئینگے ” الہام نے آس پاس ایک نظر ڈالنے ہوئے کہا تھا۔۔۔ جدید طرز کا بنا ہوا یہ خوبصورت ساریسٹوریٹ تھا۔۔۔ گولڈن اور گرے ٹچ کے ساتھ والز، میز اور کرسیاں، اے سی کی ٹھنڈک اور مختلف رنگوں کی لائٹز ماحول کو مزید پرکشش بنا رہی تھیں۔۔۔ وہ ابھی نظر ہی دوڑا رہی تھی کہ سامنے انٹرینس سے احتشام اسے یہی آتا ہوا نظر آیا تھا۔۔۔

”بڑی بات ہے۔ آج تو جلدی آگئے یہ ” الہام نے پارسا کی جانب جھک کر کہا تھا۔۔۔ وہ بس مسکرا دی تھی۔۔۔

”کیا ہو رہا ہے لڑکیوں؟ ” الہام کے ساتھ رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے احتشام پوچھا تھا۔۔۔

”آپکا انتظار ہو رہا تھا بس ” پارسا نے مسکرا کر کہا تھا اور الہام کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔

”اور بہت لمبے عرصے سے اب تک ہو رہا ہے۔۔۔ آپکو اب یہ ختم کر دینا چاہئے احتشام بھائی ” الہام کی بات پر پارسا نے اسے گھورا تھا۔۔۔ جبکہ احتشام نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"کیا مطلب؟"

"کچھ نہیں۔۔ کھانا کھاتے ہیں" پارسا نے انکی توجہ اب کھانا لگاتے ویٹر کی جانب کی تھی۔۔

"ویلے کبھی کچھ بنا بھی لیا کرو تم۔۔ ہمیشہ باہر ہی کھانا کھلا کر فارغ ہو جاتی ہو" احتشام نے اب الہام سے کہا تھا۔۔ جو اپنی پلیٹ میں کھانا نکال رہی تھی۔۔

"اصولاً یہ کام آپکو کرنا چاہئے۔۔ کیونکہ ہم دونوں تو پھر بھی کھلا لیتے ہیں۔۔ آپ تو وہ بھی نہیں کرتے" جواب فوراً آیا تھا۔

"مجھے کہاں آتا ہے کھانا بنانا؟ اگر آتا ہوتا تو ضرور بناتا" کاندھے اچکا کر احتشام نے جیسے خود کو اس کام سے آزاد کیا تھا۔

"ہاں مگر ڈاکٹر پارسا۔۔ آپکو تو آتا ہے نہ؟ اگلی دعوت آپ خود کھانا بنا کر دیں گی" الہام نے اب توپوں کا رخ پارسا کی جانب موڑا تھا۔۔

"واقعی! اتنے سالوں میں آج تک تو اس نے ایک بار بھی کچھ نہیں بنایا" احتشام نے اب پارسا کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"موقع ہی کہا ملتا ہے؟ ہم تینوں کا پورا دن تو ہسپتال میں گزر جاتا ہے اور پھر واپس جانے تک کیٹی میڈم کھانا بنا لیتی ہیں" اس نے اپنی طرف سے مضبوط وجہ بتائی تھی۔۔

"خیر پھر بھی۔۔ تم چھٹی والے دن بنا سکتی تھی مگر تم نے مجھ سے چھپایا۔۔ اس لئے اب تمہاری سزا ہے کہ تم ہر ویک اینڈ پر ہمیں اچھا سا کھانا بنا کر کھلاؤ گی" احتشام نے چکن کا پیس توڑتے ہوئے اسے آرڈر دیا تھا۔۔ جبکہ پارسا نے الہام کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا۔۔ جبکہ الہام صاحبہ کھانے سے انصاف کرنے میں مصروف تھیں۔۔

یہاں سے میلوں دور ایک ایسا ہی منظر کراچی کے ایک ہسپتال کا تھا۔۔ جہاں ایک ڈاکٹر ایک فائل کو دیکھتے ہوئے اپنے آفس کی جانب جا رہا تھا اور اسکے پیچھے ایک دوسرا ڈاکٹر مسلسل کچھ بولتا اسکے جا رہا تھا۔۔ جسے وہ اگنور کر رہا تھا۔۔

"کیا مسئلہ ہے یار۔۔ اتنی اچھی مووی ہے چلتے ہیں نہ دیکھنے" ڈاکٹر معاذ اب اسکے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ کر اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ جبکہ سامنے بیٹھے شخص نے فائل پر آخری نظر ڈال کر اب اسے ایک سائیڈ پر رکھا اور مکمل طور پر اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

"آج میری فل نائٹ ڈیوٹی ہے اور کل میں نے خوب ریسٹ کرنا ہے۔۔ اس لڑکے میں کوئی مووی نہیں دیکھ رہا" اس نے حتمی انداز میں کہا تھا۔۔

"مووی کی بلنگ میں کروا چکا ہوں اور کل شام تم میرے ساتھ مووی دیکھنے چل رہے ہو۔۔ بس" معاذ نے بھی حتمی انداز میں کہا تھا۔۔

"میں کہیں نہیں جا رہا۔۔ اب جاؤ یہاں سے" عرش نے دوبارہ فائل کھول کر اسے جانے کا اشارہ دیا تھا مگر وہ ڈھیٹ بنا وہی بیٹھا رہا تھا۔۔

"کیا مسئلہ ہے؟" عرش نے اسے وہی پر بیٹھا دیکھتے تپ کر کہا تھا۔۔

"میری بھی آج فل نائیٹ ڈیوٹی ہے" معاذ نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور کرسی کی پشت پر سر ٹکا کر بیٹھ گیا۔۔

"اف خدایا! "عرش نے جیسے تڑپ کر آنکھیں بند کی تھیں۔۔

□□□□

کھانے کی میز پر گھر کے تمام لوگ موجود تھے۔۔ سب کی صبح کے بعد اب دوپہر بھی ہو چکی تھی۔۔ مگر ایک ہی فرد ایسا تھا جس کی اب تک رات چل رہی تھی۔۔

مظہر صاحب نے ایک نظر سامنے بیٹھے افراد پر ڈالی جو کہ اپنی اپنی پڈیٹ میں جھکے ہوئے تھے۔۔ ویسے افراد میں تھا ہی کون؟ انکی ایک بیٹی جو کہ کچھ دنوں کے لئے ہی گھر آئی تھی اور ساتھ بیٹھا انکا داماد۔۔

"میں نے ایک بات کرنی تھی تم دونوں سے" انکی آواز پر دونوں افراد ان کی جانب دیکھنے لگے۔۔

"ساجد کو تو تم دونوں جانتے ہی ہو۔ میرا بہت اچھا دوست ہے اور اسکی فیملی بھی بہت اچھی ہے" انہوں نے اب اپنی بیٹی کی طرف دیکھا تھا۔۔

"جی بلکل پاپا جانتے ہیں ہم ساجد انکل کو۔۔ مگر آج آپ کیوں یاد دلا رہے؟ خیریت ہے نہ؟ وہ ٹھیک تو ہیں؟" وہ اس طرح کے اچانک ذکر پر وہ تھوڑی پریشان ہوگئی تھی۔۔

"ہاں وہ بلکل ٹھیک ہے۔۔ دراصل اسکی ایک بیٹی ہے۔ آج کل اسی کی شادی کرنے کو بارے میں سوچ رہا ہے وہ اور وہ بچی بھی بہت پیاری، سمجھدار اور تعلیم یافتہ ہے اور میں۔۔۔"

انکی بات بچ میں کاٹ دی گئی تھی۔۔

"اور آپ چاہتے ہیں کہ آپ اس پیاری بچی کو اپنی بہو بنالیں ہیں نہ؟" اب کی بار انکے داماد نے کہا تھا۔ انداز عجیب تھا۔ مظہر صاحب کے تعصبات بدلے تھے۔

"ہاں بلکل۔۔ میں ایسا ہی چاہتا ہوں میں۔۔ اور امید ہے کہ تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا"

مظہر صاحب کا لہجہ بھی اس بار طنزیہ تھا۔۔ رانیہ نے ناراضگی سے پاپا کی طرف دیکھا تھا۔۔

"عامر کو کیوں اعتراض ہوگا پایا؟ بلکہ اسے تو خوشی ہوگی عرش کی شادی پر" اس نے عامر کے لئے بولنا ضروری سمجھا تھا۔

"واقعی۔۔ مجھے بہت خوشی ہوگی عرش کی شادی کی۔۔ اگر شادی میں عرش کی خوشی شامل ہو تو" عامر نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا اور ہاتھ صاف کر کے کھڑا ہوا تھا۔۔ البتہ مظہر صاحب خاموش تھے۔۔

"میں چلتا ہوں رانیہ۔۔ شام کو چکر لگاؤں گا" وہ رانیہ سے کہہ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ جب مظہر صاحب نے اسے کہا تھا۔

"تمہارا یہ شوہر کہنا کیا چاہتا تھا آخر؟"

"یہی کہ ہمیں عرش کے ساتھ زبردستی نہیں کرنی چاہئے" اس کے جواب پر مظہر صاحب کے چہرے کے تعصبات بگڑے تھے۔

"تمہیں لگتا ہے میں اس کے ساتھ زبردستی کر رہا ہوں؟" ان کی بات پر ایک طنزیہ مسکراہٹ رانیہ کے چہرے پر آئی تھی۔

"نہیں۔۔" وہ کھڑی ہوئی تھی۔

"مجھے لگتا ہے کہ آپ اس پر اپنی مرضی تھوپنا چاہتے ہیں اور اگر آپ ایسا کر رہے ہیں تو میں بتا دوں۔۔ آپکو آپ اسے کھو دینگے" اس نے انہیں سمجھانا ضروری سمجھا تھا۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔ وہ میرا بیٹا ہے اور میں اس کے لئے فیصلے کر سکتا ہوں" مظهر صاحب کا لہجہ اٹل تھا۔۔ رانیہ نے ایک گرمی سانس لی تھی۔۔ وہ انہیں نہیں سمجھا سکتی تھی۔۔ اس لئے خاموشی سے اب وہ اپنے کمرے کی جانب چلی گئی تھی۔

□

"یہ کب تک ڈسپارچ ہو جائیگے؟" سامنے کھڑی لڑکی نے اس سے پوچھا تھا۔۔ وہ فائل کو بند کرتی ہوئی مسکرائی تھی۔۔

"رپورٹس تو بالکل کلئیر ہیں۔۔ ایک دو دن میں ڈسچارج ہو جائیں گے۔۔ آپ پریشان نہ ہوں"

اس نے سامنے کھڑی اس گوری سے کہا تھا۔۔

"او تھینک یو" وہ اب اس کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔

"نو نیڈ۔۔ اُس مائی جاب میم" اس نے بھی مسکرا کر جواب دیا اور پلٹ کر اس روم سے نکلی ہی تھی کہ کسی نے آکر اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"کون ہوں میں؟" آنے والے نے زبردستی اپنی آواز کو زنانہ بنا کر کہا تھا اور وہ اسے سن کر مسکرائی تھی۔

"وہی جن جو آج ہی اپنے بھوت بنگلے میں واپس لوٹا ہے" اس کی بات پر آنے والے نے فوراً ہاتھ ہٹایا تھا اور وہ پلٹی تھی۔ وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔۔ چہرے پر مصنوعی غصہ لے کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔ الہام کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

"تم نے پھر مجھے جن کہا۔ اتنا ہینڈسم ہوں یا میں۔۔ لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پر اور تم ہو کہ مجھے جن کہہ رہی ہو" دونوں ہاتھ کھولے اس کے سامنے اکڑ کر کھڑے ہو کر کہہ رہا تھا۔

"تم حرکتیں ہی جنوں والی کرتے ہو ہمیشہ" وہ کاندھے اچکا کر کہتی اب آگے چلنے لگی تھی۔۔

"کیا کروں۔۔ چڑیلوں کے ساتھ جنوں والی حرکتیں ہی تو کرنی پڑتی ہیں" اس نے ساتھ چلتا ہوا وہ اب اپنا حساب برابر کر رہا تھا۔۔

"تو پھر غصہ کیوں ہوتے ہو؟ میں چڑیل ہوں تو تم بھی جن ہی ہو۔۔ حساب برابر" ریسپشن پر رکے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

"چلو ہو گیا حساب برابر۔۔ اب بتاؤ کیسی ہو؟" ریسپشن پر ایک کہنی ٹکائے وہ اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"تمہارے سامنے ہوں، بالکل پہلے جیسی۔ تم بتاؤ کیسی رہی تمہاری وکیشنز اور گھر میں سب کیسے ہیں؟" بالوں کو ہاتھوں سے کان کے پیچھے کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"بہت مزے کی۔۔ خوب انجوائے کیا۔۔ پتہ ہی نہیں لگا کب یہ مہینہ گزر گیا"

"مگر ابھی تو پانچ دن باقی تھے۔۔ جلدی کیوں آگئے؟"

"بس کیا کروں؟ اب تمہارے بنا بھی تو دل نہیں لگتا نہ۔ اتنی یاد آئی کہ دوڑا چلا آیا" ایک ہاتھ سینے پر رکھ کر اس نے ڈرامائی انداز میں کہا تھا اور الہام ہنس دی تھی۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔۔ چلو جاؤ اب مجھے پشیننس کو دیکھنا ہے" وہ کہہ کر واپس پلٹی تھی مگر وہ فوراً اسکے سامنے آیا تھا۔۔

"جارا ہوں۔۔ مگر شام کا ڈنر ہم ساتھ کر رہے ہیں یاد رکھنا" ایک انگلی اس کی طرف اٹھاتے ہوئے اس نے ایک روب سے کہا تھا۔

”اوک باس۔۔ جیسا آپ کہیں۔۔ اب میں جاؤں؟“ اس نے اجازت مانگی تھی۔۔

”دل تو نہیں چاہ رہا۔۔ مگر جاؤ کیا یاد رکھو گی“ وہ جیسے ایک احسان کرتے ہوئے اسکے سامنے سے ہٹا تھا اور الہام مسکرا کر شکریہ کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔ وہ بھی مسکرا کر اب باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔



اس نے آہستہ سے اسکے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔۔ جو سامنے بیڈ پر سویا ہوا تھا۔۔ اسے سویا دیکھ کر پہلے تو معاذ کے چہرے کے تعصوات بگڑے مگر پھر اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ اس نے آہستگی سے دروازہ بند کیا اور اب اسکے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے جگ اٹھا کر وہ واش روم کی طرف بڑھا تھا۔۔ جہاں اس نے اسے پانی سے بھرا۔۔ اب وہ آہستگی سے اسکے بیڈ کے پاس آیا تھا۔۔ اسکے اوپر سے کھینچ کر کمبل ہٹایا اور پورا پانی کا پورا جگ اسکے اوپر پلٹ دیا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے عرش ہر بڑا کر اٹھا تھا۔۔ چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے سامنے معاذ کو مسکراتے کھڑا دیکھا تھا۔۔

"گڈ مارنگ ڈئیر" دونوں ہاتھ باندھے وہ اسکے سامنے کھڑے ہو کر بڑھے محبوبانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔۔

"کیا مسئلہ ہے یار؟" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے غصے سے کہا تھا۔۔ ساری نیند خراب کر دی اسنے۔۔

"مسئلہ یہ ہے کہ مووی شروع ہونے میں صرف ایک گھنٹہ ہے اور اتنا ٹائم تو تم ہوش میں آنے میں لگا دو گے۔۔ اس لئے میں نے سوچا میں خود تمہارے ہوش ٹھکانے لگا دوں" اس نے سامنے صوفے پر ٹھٹھا سے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"میں نے کہا تھا کہ میں نہیں جاؤں گا" اسکے سامنے اکڑ کر کھڑے ہو کر عرش نے کہا تھا۔۔

"اور میں نے تب بھی تمہاری جان نہیں چھوڑی تھی۔۔ کیا چاہتے ہو کہ آج رات بھی تمہارے سر پر سوار رہوں میں؟" اسکی بات پر عرش مزید چڑ گیا تھا۔۔

"کیا ہے یار۔۔ نہیں ہے میرا موڈ مووی دیکھنے کا" سامنے بیڈ پر اب وہ اکتا کر بیٹھ گیا تھا۔

"سوچ لو۔۔ اگر مووی نہیں دیکھی تو لڑکی دیکھنی پڑے گی" کاندھے اچکا کر کہا تھا۔۔

"کیا مطلب؟ کیسی لڑکی؟" اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ یہ لڑکی کا ذکر کہاں سے آگیا بیچ میں؟

"یہ تو میں تب بتاؤنگا جب تم میرے ساتھ چلو گے" وہ بھی اتنی آسانی سے بتانے والا کہا تھا۔

"نہیں سننی میں نے تمہارے فضول باتیں جاؤ اب" وہ دوبارہ بیڈ پر لیٹتے ہوئے بولا تھا۔۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔ میں انکل کو کہہ دیتا ہوں کہ تم مان گئے ہو" وہ اب بے فکری سے کھڑے ہوتے ہوئے بولا تھا۔۔

"مان گیا ہوں؟ کس لئے؟" عرش نے فوراً سیدھے ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔

"یہ میں تمہیں مووی کے بعد بتاؤں گا" مسکرا کر کہتا اب وہ دوبارہ بیٹھ چکا تھا۔۔ پہلے تو عرش نے اسے غصے سے گھورا۔۔ مگر کوئی اثر نہ ہوتا دیکھ کر اب وہ شاور لینے جا چکا تھا۔۔ اب معاذ صاحب سے بھی کوئی جیت سکتا ہے کیا؟

□□□

وہ ریسپشن تک آئی تھی جہاں پارسا اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔

"آج آپکو اکیلے جانا ہوگا گھر" اس نے گاڑی کی چابی پارسا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔ جسے پارسا نے لے لیا تھا۔

"اور تم؟"

"میں آج ڈنر پر انوائیڈ ہوں" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"کس کے ساتھ؟" پارسا کو حیرت ہوئی تھی۔۔

"آفلورس میرے ساتھ -- بیوٹیفل لیڈی "جواب کہیں اور سے آیا تھا۔۔ دونوں نے دائیں جانب دیکھا۔۔ جہاں وہ کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔ پارسا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

"اوہو۔۔ ڈاکٹر حامد۔۔ ویلکم بیک "پارسا نے خوش اسلوبی سے کہا تھا۔

"تھینک یو "سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ جھک کر بولا تھا۔۔ الہام ہنس دی تھی۔

"تو پھر آپ الہام کو ڈنر پر لے کر جارہے ہیں اور مجھے کون انوائٹ کرے گا؟ "پارسا نے ہاتھ اٹھا کر اس سے کہا تھا۔

"ارے میں تو کرنے لگا تھا انوائٹ۔۔ مگر الہام نے منع کر دیا۔۔ کہنے لگی کہ نہیں ڈاکٹر پارسا کیوں کباب میں ہڈی بنیں؟ "اس نے ساری ٹوپی الہام کے سر ڈال دی تھی اور اسکا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

"میں نے منع کیا تھا؟ جھوٹ بول رہا ہے یہ۔۔ اس نے مجھے ایسا کچھ نہیں کہا تھا" الہام نے فوراً اپنا دفع کیا تھا۔

"ارے ارے۔۔ تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ ہم اکیلے جائینگے۔۔ اب کیسے پلٹ رہی ہو بات سے" حامد فوراً ہی معصوم بنا تھا۔۔ اور پارسا ان دونوں کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ میں نے کہا تھا نہ؟ اب میں ہی لے کر جاؤنگی ڈاکٹر پارسا کو ہمارے ساتھ۔۔ چلیں آپ ہمارے ساتھ جائیگی" اس نے پارسا سے کہا تھا اور اب حامد گڑبڑا گیا تھا۔۔

"ہاں ٹھیک ہے لے چلتے ہیں ساتھ۔۔ مجھے کیا؟ کیوں پارسا میڈم چلینگی نہ ہمارے ساتھ؟" اس نے چپکے سے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر نہ کہنے کا اشارہ کیا تھا۔۔ جس سے پارسا کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

"میں ضرور جاتی۔۔ مگر احتشام کو انفارم کرنا ہوگا اور اسے ڈنر بھی بھجوانا ہے" اسکے جواب پر حامد نے گہری سانس لی تھی۔۔ شکر ہے !

”اچھا ٹھیک ہے پھر۔۔ ہم بھی چلتے ہیں اب ” حاد نے فوراً جواب دیا تھا۔۔

”اوک۔۔ پھر میں چلتی ہوں اور تم دونوں زیادہ دیر مت کرنا اچھا ” اس نے آخری بات الہام کو دیکھ کر کہی تھی۔

”میں ٹائم پر آجاؤنگی ”

”اوک پھر۔۔ اللہ حافظ ” وہ اب وہاں سے نکل کر گاڑی میں آکر بیٹھی تھی اور تھوڑی دیر بعد اپنے فلیٹ کے سامنے موجود تھی۔ ارادہ احتشام کے فلیٹ کی جانب جانے کا تھا۔۔ جو انکے فلیٹ کے بالکل سامنے ہی تھا۔۔

وہ اس وقت کچن سے باہر نکل رہا تھا۔۔ ہاتھ میں کافی کا کپ تھا۔۔ جب پارسا اندر آتی دکھائی دی تھی۔۔ اسے اکیلا آتے دیکھ کر وہ اسی کی طرف بڑھا تھا۔۔

”اسلام و علیکم۔۔ الہام نہیں آئی ساتھ؟“ اس نے فوراً الہام کے بارے میں پوچھا تھا۔۔
پارسا نے مسکرا کر اپنا بیگ لاونچ کے صوفے پر رکھا اور خود پانی پینے کچن میں آگئی تھی۔۔ وہ بھی
اس کے پیچھے آیا تھا۔۔

”وہ آج ڈاکٹر حامد کے ساتھ ڈنر پر گئی ہے“ اس نے فریج سے پانی کی بوتل نکالی تھی اور
اسے لے کر ڈائیننگ ٹیبل کے پاس رکھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

”حامد واپس کب آیا؟“ اس نے چولے پر پانی رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

”آج ہی آیا ہے شاید“ پانی کا گلاس واپس رکھتے ہوئے اس نے جواب دیا تھا۔۔

”ویسے ایک مہینے کے لئے گیا تھا وہ۔۔ مگر ابھی تو کچھ دن باقی تھے نہ؟“ ابلا ہوا پانی ایک
کپ میں ڈالے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ پارسا اسے سب کرتے دیکھ رہی تھی۔۔

”ہاں۔۔ شاید دل نہیں لگا ہوگا اسکا“ پارسا نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔ اور
اس کی یہ مسکراہٹ احتشام نے غور سے دیکھی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی۔۔ پھر وہ پلٹا

اور کافی کا کپ اسکی جانب بڑھایا تھا اور اپنا کپ لے کر سامنے رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔

”وہاں تو اسکی فیملی ہے اور یہاں اسکا کوئی نہیں۔۔ سوائے کچھ دوستوں کے۔۔ پھر کیا ہے ایسا یہاں جو اسکا دل وہاں نہیں لگا تھا؟“ وہ اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔ جانے کیا جاننا چاہتا تھا وہ؟ اسے خود بھی نہیں معلوم تھا۔۔

”ہاں۔۔ ایسا کچھ تو ہے یہاں جس کے بغیر شاید اسکا دل وہاں نہیں لگا تھا“ گہری مسکراہٹ کے ساتھ پارسا نے کافی کا ایک گھونٹ بھرتے ہوئے کہا تھا۔۔ اس وقت احتشام کو اسکی مسکراہٹ کچھ خاص اچھی نہیں لگی تھی۔۔ جانے کیوں؟

”اور وہ کیا ہے؟“ اسکا تجسس بڑھ رہا تھا۔ پارسا نے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ اور پھر ایک ہاتھ پر اپنا چہرہ ٹکائے تھوڑا سا جھک کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے دیکھا۔۔ مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔ اور آنکھوں کی چمک میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

"وقت آنے پر بتاؤنگی۔۔ پہلے سب باتیں کلئیر تو ہو جائیں" وہ اسی انداز سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اور احتشام نے اسکا یہ انداز پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔۔ اسکی مسکراہٹ آج پہلی بار اسے اچھی نہیں لگی تھی۔۔ کیونکہ شاید آج پہلی بار وہ دل سے مسکرائی تھی۔۔ اور وجہ حامد تھا۔۔۔ احتشام کو یہ وجہ اچھی نہیں لگی تھی۔۔ اس نے اپنا کافی کا کپ رکھا اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ پارسا بھی اسے دیکھ کر سیدھی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا؟" وہ اسکے کافی چھوڑ کر اٹھنے پر حیران ہوئی تھی۔۔

"کچھ نہیں۔۔ آج کیٹی نے جلدی جانا ہے۔۔ اسے کچھ کام ہے۔۔ الہام بھی نہیں ہے۔۔ تو کیوں نہ ہم بھی کھانا باہر کھا لیں؟" اسکی آفر پر پارسا کا منہ کھل گیا تھا۔۔ اتنے سالوں میں یہ پہلی بار تھا۔۔ جب وہ اسے باہر اکیلے ڈنر کرنے کا کہہ رہا تھا۔۔ ورنہ ایسا کئی بار ہوا تھا کہ الہام کی نائیٹ ڈیوٹی ہوتی۔۔ اور وہ دونوں اپنے اپنے فلیٹ پر اکیلے ہوتے تھے۔۔ مگر ہر بار احتشام کیٹی کو روک دیتا تھا تاکہ وہ ان کے ساتھ کھانا کھا کر اور پارسا کے ساتھ اسکے فلیٹ میں سو جائے۔۔ وہ بہت احتیاط کرنے والا انسان تھا۔۔ اپنی اور دوسروں کی عزت کا خیال رکھنا وہ جانتا تھا۔۔ مگر آج پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ وہ اسے باہر ڈنر کرنے کی آفر کر رہا تھا۔۔

پارسا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے حیران ہونا چاہئے کہ خوش ؟ اسے خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولا تھا۔۔

”کیا ہوا ؟ باہر ڈنر کرنے میں کوئی پرالیم ہے کیا ؟“ اس کے دوبارہ کہنے پر وہ جیسے اپنی حیرانگی سے باہر آئی تھی۔۔

”نہیں۔۔ بالکل نہیں۔۔ میں بس فریش ہو جاؤ پھر چلتے ہیں“ وہ کہہ کر وہاں سے باہر نکلی تھی اور احتشام کی پرسوج نگاہیں اب اس کی منتظر تھیں۔۔ جانے آج اسے کیا ہو گیا تھا ؟

□□□

مووی دیکھنے کے بعد اب وہ دونوں ایک شاندار ہوٹل میں موجود تھے۔۔ معاذ آرڈر دے کر اب آس پاس کا جائزہ لے رہا تھا۔ جیسے وہ پہلی بار یہاں آیا ہوں۔۔ مگر عرش جانتا تھا کہ بات اسی نے شروع کرنی ہے تو اب مزید انتظار کرنے کے بجائے اس نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔

”کس لڑکی کی بات کر رہے تھے تم ؟“ اس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

”ارے واہ! تمہیں بہت بے چینی ہو رہی ہے لڑکی کے بارے میں جاننے کی؟“ ایک آنکھ دباتے ہوئے اس نے بات کو مزاق کا رنگ دینے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔ کیونکہ عرش کا موڈ بالکل بھی مزاق کا نہیں تھا۔۔

”تم بتا رہے ہو کہ میں اٹھ کر چلا جاؤں؟“ اس نے معاذ کو دھمکی دی تھی۔۔ جو کہ اثر کر گئی تھی۔۔

”ارے اٹھ کر مت جاتا ورنہ بل مجھے دینا پڑے گا“ اس نے فوراً اسے روکا تھا۔۔ جیسے اسکا بہت بڑا نقصان ہونے والا ہو۔۔ اب بل دینا بھی ایک نقصان ہی ہے نہ؟

”ویلے شرم آنی چاہئے تمہیں۔۔ ایک ڈاکٹر بن گئے ہو تم۔۔ اتنے پیسے ہیں تمہارے پاس مگر اب بھی تمہاری نظر میری جیب پر ہوتی ہے“ عرش نے اسے غیرت دلانی چاہی جو کہ ایک ناممکن کام تھا معاذ کے لئے۔۔

”کیونکہ تمہاری جیب پر میرا حق ہے جانِ من۔۔ آفٹر آل آئی ایم یور فرسٹ وائف ” اس نے خالص بیویوں والے انداز میں کہا تھا۔۔

”تو وائف جی۔۔ اب آپ بتائیں گی کہ کس لڑکی کی بات کر رہی تھیں آپ؟ ” اس نے بھی ایک ہسبنڈ والے انداز میں کہا تھا۔۔

”آپ اپنی وائف کے ہوتے ہوئے دوسری لڑکی کا پوچھ رہے ہیں۔۔ شرم نہیں آتی آپکو؟ ” معاذ تو پورے کیریئر میں آچکا تھا۔

”ٹھیک ہے۔۔ پھر میں چلتا ہوں ” اس نے اب اٹھنا چاہا تھا کہ معاذ نے فوراً سے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھایا تھا۔۔

”اچھا بتا رہا ہوں نہ ” وہ بھی اب سیدھا بیٹھ چکا تھا اور سوالیاں نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”میرے پاس عامر بھائی کی کال آئی تھی آج ” اس نے عرش کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو بالکل سنجیدہ تھا۔۔

"انہوں نے بتایا کہ تمہارے پاپا آج رانیہ اور ان سے اپنے ایک دوست کا ذکر کر رہے تھے۔۔
ساجد نام ہے شاید" اس نے پھر عرش کی طرف دیکھا۔۔

"ہاں۔۔ پاپا کے بہت پرانے اور گہرے دوست ہیں" عرش انہیں جانتا تھا۔۔

"ہاں ایکچولی انکی بیٹی ہے۔۔ خوبصورت بھی ہے۔۔ اتھوکیڈ بھی ہے اور نیچر کی بھی اچھی ہے"
وہ دوبارہ رکا تھا۔۔

"آگے بولو؟" اسے خاموش ہوتا دیکھ کر عرش نے کہا تھا۔۔

"تو یہ کہ مظہر انکل اس لڑکی کو تمہارے لئے پسند کرتے ہیں اور شاید ساجد انکل سے بھی
بات کر چکے ہیں" اس نے تیزی سے بات ختم کر کے عرش کے بگڑتے ہوئے تعصوبات کو
دیکھا تھا۔۔

”میں انہیں صاف انکار کر چکا ہوں۔۔۔ پھر بھی انہوں نے ایسے کیسے بات کر لی ساجد انکل سے؟“ اپنا غصہ ضبط کرتے وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہہ رہا تھا۔۔۔

”یار دیکھو۔۔۔ سیدھی سی بات ہے۔۔۔ انکل اتنے عرصے سے تمہاری شادی کروانا چاہ رہے تھے۔۔۔ پہلے تم نے اپنے ایم بی بی ایس کا بہانہ کر کے ٹال دیا۔۔۔ اس کے بعد تم نے اپنے کیریئر کے سٹارٹ کا بہانہ کیا اور اب تو ماشاء اللہ تمہارے یہ دونوں مسئلے حل ہو چکے ہیں۔۔۔ تو اب تمہارا یہ بہانہ کہ تم ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہو۔۔۔ انکل کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔۔۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ یا تو تم شادی کر لو یا پھر تم انہیں سچ بتا دو“ معاذ نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔

”سچ یہی ہے کہ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ جب میں اس کے لئے تیار ہو جاؤں گا تو میں خود بتا دوں گا۔۔۔ اور جہاں تک بات پاپا کی ہے تو اگر وہ سوچ رہے ہیں کہ وہ میری ساتھ زبردستی کر سکتے ہیں؟ تو یہ انکی بھول ہے“ اس نے اپنی طرف سے بات ختم کر دی تھی اور اب وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔۔۔ معاذ جانتا تھا کہ اسے سمجھانا ناممکن ہے اس لئے وہ بھی خاموشی کھانے سے انصاف کرنے لگا۔

وہ اس وقت پرس کے ایک شاندار ہوٹل میں بیٹھے تھے۔۔۔ پیلی اور سفید رنگ کی بتیوں سے وہ پورا ایریا چمک رہا تھا۔۔۔ سامنے کی وال پر فلک اکویریم میں مختلف رنگوں کی مچھلیاں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔ میوزک کی ہلکی دھن اور میز پر رکھی کینڈلز نے اس ماحول کو مزید دلکش بنایا ہوا تھا۔۔۔ ایسے ماحول میں وہ ہمیشہ اگر اپنے آس پاس موجود لوگوں سے بے نیاز ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ جانے وہ کہا کھو جاتی تھی؟ یہ آج تک وہ خود بھی جان نہیں سکی تھی۔۔۔ اس وقت بھی وہ سامنے رکھے اکویریم پر نگاہیں ٹکائے کسی اور ہی جہان میں گم تھی۔۔۔ اور اسے احساس تک نہیں ہو سکا تھا کہ کب سامنے بیٹھے حاد نے کھانے کا آرڈر دیا اور اب وہ بڑی فرصت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اسکا کھویا ہوا انداز دیکھ کر حیران نہیں ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ اتنے سالوں سے اسے جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ اس طرح کسی اور جہاں میں کھو جانے کا احساس اسے خود بھی نہیں ہوتا تھا۔۔۔ اس وقت بھی وہ اسکے سامنے ہو کر بھی کہیں اور گم تھی۔۔۔ وہ بھی اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ ناجانے اسکی نگاہوں کی تنیش تھی یا پھر کوئی اور احساس؟ کہ الہام نے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔ اسکے دیکھنے پر بھی حاد نے اپنی نظریں اس پر سے نہیں ہٹائی تھی۔۔۔

"یہ تم مجھے گھور کیوں رہے ہو؟" الہام اس کے مسلسل دیکھنے پر اکتا کر پوچھ رہی تھی۔۔

"تم اس اکویریم کو کیوں گھور رہی ہو؟" اس نے انگلی سے سامنے رکھے اکویریم کی جانب اشارہ کر کے کہا تھا۔۔

"کیونکہ وہ بہت خوبصورت ہے" الہام نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

"کیونکہ تم بہت خوبصورت ہو" اس نے فوراً ہی کہا تھا۔۔ الہام کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

"اور اب تم کہنے والے ہو کہ بالکل ایک چڑیل کی طرح؟" اسکی بات پر وہ ہلکا سا ہنسا تھا۔۔

"ویسے تم میری صحبت میں کافی سمجھدار ہوگئی ہو" اس نے اپنی تعریف کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا تھا۔۔

"پر افسوس کہ تم اب تک بے وقوف ہی ہو" الہام نے کاندھے اچکا کر افسوس سے کہا تھا۔۔

"تم نے ہی بنایا ہے سوئی" حامد نے یہ قصور بھی اسکے حصے میں ڈالا تھا۔۔

ویٹر کے کھانا سرو کرنے تک دونوں کے درمیان خاموشی رہی تھی۔۔ ویٹر کے جانے کے بعد حامد نے خاموشی سے اسکے سامنے رکھی پلیٹ اٹھا کر اسکے لئے کھانا ڈالا تھا۔۔ اور الہام نے بھی اسے روکا نہیں تھا۔۔ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا تھا۔۔ اسکی پلیٹ میں بھی کھانا ڈالتا تھا اور اپنی مرضی سے ڈالتا تھا۔۔ الہام کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ نہیں مانتا تھا اور آخر میں الہام کو سارا کھانا ختم کرنا ہوتا تھا۔۔ اس لئے اب الہام کو بھی اسکی عادت ہو چکی تھی۔۔ اس نے اسکے سامنے پلیٹ رکھی تھی اور اب وہ اپنی پلیٹ لے رہا تھا۔۔۔

"ویلے تم نے بتایا نہیں۔۔ اتنی جلدی کیوں آگئے تم؟" الہام نے تھوڑی دیر بعد اس سے پوچھا تھا۔۔

"تمہاری یاد ستا رہی تو رہا نہیں گیا" سیدھا جواب دینا تو اسے آتا ہی نہیں تھا۔۔

”ویری فنی -- سیدھی طرح بتاؤ ” الہام نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

”یار بس وہ ماما پاپا کو بیٹھے بٹھائے میری شادی کروانے کی سوچھ گئی۔۔ اسلئے میں وہاں سے بھاگ آیا ” اس نے عام انداز میں کہا تھا۔۔ جبکہ الہام کو شاک لگا تھا۔۔

”تمہاری شادی ؟ سچ میں ؟ ” وہ تھوڑا جھک کر حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔۔

”ہاں۔۔ میری ہی شادی ”

”مگر تم نے انکار کیوں کیا ؟ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔ اف ! میں کتنی خوش ہوتی اگر واقعی ایسا ہوتا تو ” وہ جیسے فوراً ہی ایکسائیٹڈ ہوئی تھی۔۔ اور حائد نے اسے افسوس سے دیکھا تھا۔۔

”تمہیں تو بس مجھ سے جان چڑوانے کی جلدی ہے۔۔ مگر زیادہ خوش مت ہو۔۔ میں شادی نہیں کرنے والا ” اس نے جیسے الہام کے ارمان ٹھنڈے کرنا چاہے تھے۔۔

"مگر کیوں؟" وہ وجہ جاننا چاہتی تھی۔۔

"کیونکہ میں اسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔ جسے میں چاہتا ہوں" وہ بہت سنجیدہ تھا۔۔ الہام نے اسے پہلے کبھی اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔۔ مگر آج اس نے اسے حیران کیا تھا۔۔

"تم کسی کو چاہتے ہو؟ سچ میں؟" وہ دوبارہ سے ایکسائیٹڈ ہوئی تھی۔۔

"ہاں تو کیا نہیں چاہ سکتا؟" وہ فوراً ہی اپنے اسی انداز میں بولا تھا۔۔

"بلکل چاہ سکتے ہو۔۔ مگر تم نے مجھے کبھی بتایا نہیں؟ اُس ناک فیئر" اس نے شکوہ کیا تھا۔۔

"تمہیں بتا کر میں ایک چڑیل کا سایہ نہیں ڈالنا چاہتا اپنی چاہت پر" حامد نے کھانے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

”اور جو تم خود ایک جن ہو اسکا کیا؟“

”میں جن ہوں تو میری چاہت بھی کوئی عام چڑیل تھوڑی ہوگی“ حاد نے اسے نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا تھا۔

”تو پھر بتاؤ کون ہے وہ؟“ وہ جاننے کے لئے بے چین تھی۔۔

”بتا دوں گا۔۔ جلدی کیا ہے سوئی؟“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

”ابھی بتاؤ مجھے“ وہ ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔

”ابھی نہیں۔۔ مگر بہت جلد بتا دوں گا“ اس نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

”پکا؟“ الہام نے وعدہ لینے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔ حاد نے اس کے خوبصورت ہاتھوں کو ایک نظر دیکھا۔۔ پھر اسی نظر سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔۔

"وعدہ" بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔ ایک وعدے کے ساتھ۔۔۔

اگلی صبح ہمیشہ کی طرح الہام پارسا کے اٹھنے سے پہلے ہی ہسپتال چلی گئی تھی۔۔ یہ اسکی روٹین تھی وہ روز فجر کے بعد ہی ناشتہ کر کے پارسا کے اٹھنے سے پہلے ہسپتال پہنچ جاتی تھی۔۔ وجہ اسکی کچی نیند تھی۔۔ وہ اتنی گہری نیند سو ہی نہیں پاتی تھی کہ صبح دیر ہو جائے۔۔ اتنے سالوں سے اسے ایسی ہی کچی نیند نصیب ہو رہی تھی۔۔ اور اس کچی نیند کی وجہ وہ تینوں ہی جانتے تھے۔۔

اس وقت بھی وہ ہسپتال جا چکی تھی۔۔ پارسا بھی اب جانے کے لئے بالکل تیار تھی۔۔ وہ روز ٹیکسی سے جاتی تھی کیونکہ گاڑی الہام لے جاتی تھی۔۔ جو کہ ان دونوں کی مشترکہ تھی۔۔ واپسی پر دونوں ساتھ ہی آتے تھے۔۔ احتشام کیونکہ ایک الگ ہسپتال میں ہوتا تھا۔۔ اسلئے اسکا وے بھی انکے ہسپتال سے الگ ہوتا تھا۔۔ ابھی بھی وہ تیار ہو کر باہر نکلی تھی۔۔ ارادہ ٹیکسی لینے کا ہی تھا مگر احتشام کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر وہ چونکی تھی۔۔

"آپ آج جلدی جارہے ہیں؟" وہ اس کے ساتھ چلنے لگا تھا۔۔

"ہاں۔۔ سوچا تمہیں ڈراپ کر دوں" لفٹ کا بٹن پریس کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

”اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں خود چلی جاؤنگی ” وہ کل رات سے اسے حیران کر رہا تھا۔۔
وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ احتشام کو اچانک کیا ہوا ہے ؟ آج سے پہلے تو اس نے کبھی بھی
اسے ڈراپ کرنے کا نہیں کہا تھا۔۔

” ضرورت تو اب بہت ہے ” وہ دھیمی آواز میں بولا تھا۔۔ لہجہ عجیب تھا۔۔

” کیا مطلب ؟ ” اس نے پوچھا تھا۔۔ اسی وقت لیفٹ کا دروازہ کھلا تھا۔۔ اور وہ دونوں اب
پارکنگ ایریا کی طرف آئے تھے۔۔ احتشام نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔۔ وہ بھی خاموش
ہوئی تھی۔۔ وہ جب اسے ہسپتال لے کر آیا تو اسی وقت حامد کی گاڑی بھی وہاں آئی تھی۔۔
جسے دونوں نے دیکھ لیا تھا۔۔

” ارے حامد بھی آگیا ہسپتال ؟ مگر ابھی تو چھٹیاں باقی تھیں ” پارسا نے گاڑی کا دروازہ
کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔ احتشام نے دیکھا۔۔ وہ حامد کی طرف بڑھی تھی۔۔ جو اسے دیکھ کر ہاتھ
میں کی چین گماتا اسی کی طرف آ رہا تھا۔۔ احتشام بھی گاڑی سے باہر نکل کر اس طرف آیا تھا۔

"کیا بات ہے آج صبح صبح ہی چاند نکل آیا؟ بہت جلدی تھی کیا؟" حاد نے اسکی طرف جھکتے ہوئے شرارتاً کہا تھا۔۔ اسکی یہ شرارت احتشام کو اچھی نہیں لگی تھی۔۔

"ہاں۔۔ کالے بادل بھی صبح صبح نازل ہو گئے۔۔ پھر چاند بھی آسکتا ہے" پارسا نے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔۔

"ہاہا۔۔ چاند اور کالے بادلوں کا تعلق تو بہت پرانا ہے ڈیئر۔۔۔ ارے احتشام بھائی کیسے ہیں آپ؟" احتشام پر نظر پڑتے ہی اس نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔۔

"بلکل ٹھیک ہوں۔۔ تم بتاؤ جلدی آگئے واپس؟" اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

"ہاں۔۔ کیا کروں بس اب دل کے بغیر بھی تو گزارا نہیں ہے" اس نے پارسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ جیسے کوئی اشارہ دیا ہو۔۔

"اور وہ تو یہی تھا" پارسا نے آگے جھک کر ایک آنکھ دبا کر کہا تھا۔۔ جواب میں وہ ہنسا تھا "بے شک"

احتشام کا موڈ اچانک ہی آف ہو گیا تھا۔۔۔ سو وہ بنا کچھ کھے وہی سے پلٹ گیا تھا۔۔۔ جبکہ پارسا اور حامد اب ہسپتال کے اندر جارہے تھے۔۔۔ پتہ نہیں اسے یہ حامد اچانک برا کیوں لگنے لگا تھا؟ احتشام خود بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

□

وہ اپنے مریض کے روم سے نکلنے کے بعد اب الہام کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ مگر اسے وہ آفس میں نہیں ملی تھی۔۔۔ تبھی پاس سے گزرتی ایک نرس سے پوچھا تھا "ڈاکٹر الہام کہا ہیں؟"

"وہ ایمرجنسی وارڈ میں ہیں۔۔۔ ابھی ایک ایکسیڈنٹ کیس آیا ہے۔۔۔ وہاں پولیس بھی موجود ہے" نرس کی ساری بات سنتے ہی وہ لفٹ کی طرف تیزی سے بڑھا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔ الہام کو اسکی ضرورت نہیں ہوگی۔۔۔ مگر وہ بنا ضرورت بھی اسکے ساتھ ہونے کا عادی تھا۔۔۔

اسے سامنے ہی الہام نظر آئی تھی۔۔۔ پاس ہی دو پولیس آفیسر کھڑے تھے اور وہ شاید مریض کے گھر والوں سے بات کر رہی تھی۔۔۔ حامد تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔۔

"دیکھیں انکا خون کافی بہہ چکا ہے اور کانچ کے کچھ ٹکڑے باڈی کے اندر تک جا چکے ہیں ہمیں فوراً آپریٹ کرنا ہوگا۔۔۔ پر پلیز آپ لوگ جلدی سے بلڈ کا انتظام کر لیں " اس کے پاس پہنچتے ہی اس نے الہام کی آواز سنی تھی۔۔۔

"آپ آپریشن سٹارٹ کریں۔۔۔ میں بس دس منٹ میں بلٹ اریج کر کے آتا ہوں " وہ شاید اس مریض کا بھائی یا دوست تھا۔۔۔ جس نے جواب دیا تھا۔۔۔

"اوک۔۔۔ بی فاسٹ " وہ اب نرس کی طرف مڑی تھی۔۔۔

"پیشینٹ کو آپریشن تمھیڑ لے کر جائیں اور سب اریج کریں۔۔۔ ہم ابھی آپریشن کریں گے " اس کی بات سنتے ہی نرس اندر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ ہر طرف ہل چل تھی۔۔۔

"میں بھی ساتھ آتا ہوں " حامد کی آواز پر الہام نے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔ اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں ہینڈل کر لوں گ۔۔ ی تم باقی پیشینہ کو دیکھو" ہاتھ پر گلوں پہنتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

"ہو سکتا ہو تمہیں میری ضرورت پڑے" وہ اس کے ساتھ چلنے لگا تھا۔۔ وہ مسکرائی تھی۔۔

"تم جانتے ہو مجھے ڈر نہیں لگتا حاد، تھینک یو" اسے کہہ کر وہ آپریشن تھیٹر کے اندر چلی گئی تھی۔۔ اور وہ بھی مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔۔ وہ جانتا تھا۔۔ اسے ڈر نہیں لگتا۔۔ اسے کسی بھی چیز سے ڈر نہیں لگتا تھا۔۔ شاید؟

□

وہ دو دن سے ہسپتال میں تھا۔۔ ایسا نہیں تھا کہ یہاں اسکی بہت ضرورت تھی یا پھر کوئی ایرجنسی۔۔ وہ اپنی مرضی سے دن رات یہاں گزار رہا تھا۔۔ وہ گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔۔ اسے پاپا پر غصہ تھا۔۔ اور اسے اس مسئلے سے نکلنے کا حل بھی سوچنا تھا۔۔ آج وہ دو دن کے بعد گھر لوٹا تھا۔۔ پاپا گھر پر موجود نہیں تھے۔۔ اس نے سکھ کا سانس لے کر ملازمہ کو کھانا لگانے کا کہا تھا۔۔ باہر کا کھانا اسے زیادہ اچھا نہیں لگتا تھا۔۔ اور دو دن سے وہ باہر کھانا کھا رہا تھا۔۔

اب اسے بھوک لگ رہی تھی۔۔ وہ فریش ہو کر آیا تھا۔۔ ملازمہ جب تک کھانا لگا چکی تھی۔۔ اس نے فرصت سے کھانا کھایا اور پھر ایک کپ چائے کا کہہ کر وہ رانیہ کے کمرے کی طرف آیا تھا۔۔

"یاد آئی تمہیں گھر کی؟" اسے سامنے دیکھ کر اس نے طنز میں کہا تھا۔۔

"ہاں مجبوری تھی۔۔ آنا ہی پڑا" وہ کہہ کر صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔۔

"آخر کیا مسئلہ ہے اب؟" اسے اس پر شدید غصہ آرہا تھا۔۔

"آپ اچھی طرح جانتی ہیں میرا مسئلہ۔۔ پھر پاپا کو سمجھاتی کیوں نہیں ہیں؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں نے سمجھانے کی کوشش نہیں کی ہوگی؟" وہ اسکا مسئلہ جانتی تھی۔۔ اس نے اسے پر سکون ہو کر جواب دیا تھا۔۔

"تو پھر کیا کہا انہوں نے؟"

”وہ اس بار کسی کی نہیں سنے گے۔۔ اور بقول پاپا کے تم انکے بیٹے ہو اور انہیں پورا حق ہے تمہارے لئے فیصلہ کرنے کا۔۔ اس لئے وہ زبردستی بھی کر سکتے ہیں ” اس نے اسے پاپا کے ارادے بتانا ضروری سمجھا تھا۔۔

”وہ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔ میں نہیں کرنا چاہتا شادی ” اسے اب مزید غصہ آیا تھا۔۔ ابھی رانیہ نے اسکی بات کا جواب دینے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ منظر صاحب کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔

”شادی تو تمہیں کرنی پڑے گی اب۔۔ بہت سن لی میں نے تمہاری۔۔ اب تم میری سنو گے ” عرش پاپا کو دیکھ کر فوراً کھڑا ہوا تھا۔۔ دونوں اب آمنے سامنے تھے۔۔

”میں شادی نہیں کرنا چاہتا اور آپ زبردستی نہیں کر سکتے پاپا ” وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں بولا تھا۔۔

”میں ساجد سے بات کر چکا ہوں۔۔۔ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ اس لئے اس سنڈے کو ہم تم دونوں کی منگنی کر رہے ہیں۔۔۔ اگر تم چاہو تو لڑکی سے ملاقات کر لو۔۔۔ ورنہ منگنی والے دن ملاقات ہو ہی جانی ہے“ وہ فیصلہ سنا کر اسے ہکا بکا چھوڑ کر وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔

”یہ کیا کہہ کر گئے ہیں؟“ اس نے رانیہ سے کہا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے پایا بھی اس کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں؟

”میں نے کہا تھا عرش۔۔۔ اس بار انہیں ہم نہیں مناسکتے“ رانیہ نے ہار مان لی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ پایا جب ضد پر آجائیں تو انہیں منانا کسی کے بس میں نہیں ہوتا۔۔۔

”میں بھی انہیں کا بیٹا ہوں پھر“ وہ اسے کہہ کر وہاں سے جا چکا تھا اور رانیہ اسکی بات کا مطلب سمجھ چکی تھی۔۔۔ اب ناجانے کیا کرے گا وہ؟ مگر جو بھی کرے گا اچھا نہیں ہوگا۔۔۔ اس نے فوراً عامر کو کال کر کے ساری صورتحال بتادی تھی۔۔۔ شاید عامر ہی ان سب کا کوئی حل نکال سکے؟ اسے ایک امید تھی۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں اب مسلسل چکر لگا رہا تھا۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے
۔۔ شادی تو وہ کسی بھی صورت میں نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ آخر کیسے کر لیتا وہ شادی؟

اسے ایک یقین سا تھا کہ اسکا انتظار رائیگا نہیں جائیگا۔۔

اسے ایک یقین سا تھا کہ اسکا الہام اسے اسکی منزل تک لے جائیگا۔۔۔

اسے ایک یقین سا تھا کہ وقت اسے مایوس نہیں کرے گا۔۔۔

وہ مایوس نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اپنے دل کو مارنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ مگر اس صورتحال سے بچنا
بھی بہت ضروری تھا۔۔۔ یہ وہ بھی جانتا تھا کہ پاپا کو منانا اب ناممکن ہے۔۔۔ اس نے سات
سال تک پاپا کو روک کر رکھا تھا۔۔۔ اب وہ نہیں رک سکتے تھے۔۔۔ اور وہ؟

اس نے اپنی کھڑکی سے باہر آسمان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ وہ ان سات سالوں کے انتظار کو
رائیگا جانے دے سکتا تھا کیا؟ اس نے دل سے پوچھا تھا۔۔۔ جواب فوراً آیا تھا۔۔۔ نہیں!

موبائل کی آواز نے اسے سوچوں کی دنیا سے باہر لایا تھا۔

”سلام عامر بھائی۔۔ کیسے ہیں آپ؟“ نظریں آسمان پر جمی تھیں۔۔

”ٹھیک ہو۔۔ تم کیسے ہو؟“ انکا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ حالات سے واقف تھے۔۔

”آپ جانتے ہیں کہ میں کیسا ہوں؟ اور یقیناً رانیہ نے آپکو سب بتا دیا ہوگا اور اب آپ مجھے یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ میں پاپا کی بات مان لوں۔۔ اور اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ ان کی مرضی اور اپنی خوشی کے خلاف کر لوں“ اس نے انہیں بولے کا موقع بھی نہیں دینا تھا۔

”ہاں۔۔ رانیہ نے مجھے سب بتا دیا ہے اور میں نے اسی لئے تمہیں کال کی ہے کہ میں تمہیں سمجھا سکوں۔۔ مگر“ وہ خاموش ہوئے تھے اور عرش الجھا تھا۔۔

”مگر؟“

"مگر میں تمہیں یہ نہیں سمجھانا چاہتا کہ تم انکی مرضی سے شادی کرلو بلکہ میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ تم اپنی خوشی کے لئے فرار ہو جاؤ" انکی بات نے اسے چونکا دیا تھا

"فرار ہو جاؤ؟" اس نے آسمان کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔ اسے لگا۔۔ کوئی جواب آیا تھا۔۔۔۔۔ آسمان سے۔۔

□

وہ اور احتشام لاونچ میں بیٹھے مووی دیکھ رہے تھے اور پارسا کچن میں کھانا بنا رہی تھی۔۔۔ ان دونوں کی فرمائش پر آج وہ کھانا بنا رہی تھی اور مجال ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی اسکی مدد کے لئے کچن گیا ہو۔۔

"احتشام بھائی۔۔ میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتی تھی" مووی کے درمیان میں ہی اس نے احتشام سے کہا تھا۔۔

"ہاں بولو؟" ایل۔ای۔ڈی پر نظریں رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

"ڈاکٹر پارسا اتنے سالوں سے ہمارے ساتھ ہیں اور وہ بھی صرف ہمارے لئے۔۔۔ کتنی اچھی ہیں نہ وہ؟" اس نے پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو وہ واقعی بہت اچھی ہے" اس نے دل سے کہا تھا۔

"اگر وہ نہ ہوتیں تو شاید آج یہ سب ایسا نہ ہوتا۔۔۔ شاید آج ہم اتنے پرسکون نہ ہوتے۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمیں بھی انکے لئے کچھ سوچنا چاہئے۔ یہ تو خود غرضی ہے کہ صرف اس لئے ہم نے انہیں اپنے ساتھ باندھ رکھا ہے کہ ہم اکیلے نہیں رہ سکتے۔۔۔ کیونکہ ہم نامحرم ہیں۔۔۔؟" الہام نے سنجیدگی سے کہا تھا اور اسکی بات نے احتشام کو اسکی طرف دیکھتے پر مجبور کیا تھا۔۔۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ڈاکٹر پارسا کے والدین انکی شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ مگر وہ انکار کر رہی ہیں۔۔۔ صرف ہماری وجہ سے۔۔۔ آپکو نہیں لگتا کہ یہ ان فیئر ہے؟" الہام کی بات پر وہ حیران ہوا تھا۔۔۔

"پارسا کی شادی؟ کس کے ساتھ؟"

"یہ تو انہیں ہی معلوم ہوگا مگر میں چاہتی ہوں کہ ہم انہیں شادی کرنے کے لئے منائیں۔۔۔
آخر ساری زندگی تو وہ ایسے نہیں رہ سکتی ہیں نہ؟" اس نے کہا تھا اور احتشام اسکی بات سمجھ رہا تھا۔۔۔

"میں کرونگا اس سے بات" اس نے دھیمی لہجے میں کہا تھا۔۔۔

"میں نے کب کہا کہ آپ ان سے بات کریں؟" الہام کی بات پر اس سے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"منڈے کو ان کی سالگرہ ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ انہیں زندگی کا سب سے اہم تحفہ دیں"

"کیسا تحفہ؟" وہ اب بھی نہیں سمجھ رہا تھا۔۔۔

"شادی کا تحفہ -- میں چاہتی ہوں کہ آپ ان سے شادی کر لیں " الہام نے اسکے سر پر ایک بم پھوڑا تھا اور وہ فوراً کھڑا ہوا تھا۔۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ " الہام جانتی تھی کہ انکا یہی رد عمل ہوگا۔۔ وہ بھی انکے سامنے کھڑی ہوگئی تھی۔۔

"کچھ غلط نہیں کہہ رہی میں۔۔۔ آخر ہم کب تک ایسے زندگی گزارتے رہیں گے؟ اور انہیں بھی اس طرح اپنے ساتھ رکھیں گے۔۔ یہ تو آپکو سوچنا چاہیے تھا مگر یہ میں سوچ رہی ہوں۔۔ آپکو کیا لگتا ہے وہ اتنے سالوں سے صرف دوستی کی خاطر یہاں موجود ہیں؟ اور آپ؟ اپنے صرف دوستی کی خاطر انہیں یہاں رکھا ہوا ہے؟ " اس کے سوالوں کا احتشام کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔ وہ تو بس حیران تھا کہ الہام کیسے یہ سب جان سکتی ہے؟ اور کب سے؟ یہ سب تو وہ کچھ سے بھی چھپانا چاہتا تھا۔۔

"آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔۔ آپ دونوں ایک دوسرے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔۔ اور آپ دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھی بن سکتے ہیں۔۔ میں

مزید آپ دونوں کو اس طرح ایک دوسرے سے چھپتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتی ہو " وہ کی تھی ---
اچانک ہی -- اس کے کانوں میں کسی کے الفاظ گونجے تھے -- الہام نے ان الفاظوں کو زبان
سے ادا کیا تھا --

" دل سے بھاگا نہیں جاتا -- دل کا سامنا کیا جاتا ہے -- ایک دل ہی تو ہوتا ہے جس کے
سامنے انسان کو ڈٹ کر کھڑا ہونا چاہئے اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنا چاہئے: " ہاں
جو تو چاہتا ہے وہی میں چاہتا ہوں اور جو میں چاہتا ہوں تو مجھ سے وہی کرو اب " اس نے کہا
تھا -- ایک پرانی یاد تازہ ہوئی تھی -- ایک چہرہ آنکھوں کے سامنے آیا تھا -- آنکھوں میں نمی گہری
ہونے لگی تھی -- اور وہ گھبرا کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی -- اور احتشام اسے دیکھتا رہ
گیا تھا -- دل کو آج وہ بھی جان گیا تھا -- دل سے اب وہ بھی بھاگ نہیں سکتا تھا --

□

وہ اس وقت ہسپتال میں اپنے آفس میں بیٹھا تھا -- سامنے ہی معاذ بیٹھا اسے گھور رہا تھا --

" تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟ " اس کے مسلسل گھورنے سے وہ چڑ گیا تھا --

"یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ تم نے ہی مجھ سے یہ بات کی ہے؟" اسے واقعی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

"میں نے ایسی کوئی انوکھی بات نہیں کی ہے۔ تم خود ہی بتاؤ اس کے علاوہ اور کیا حل ہے؟" وہ آگے کو جھک کر بولا تھا۔۔

"مگر بھاگنا بھی تو ٹھیک نہیں ہے عرش۔۔ جانتے ہو انکل تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گے" اس نے اسکی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف کرنا چاہی تھی۔۔

"یہی میں نے عامر بھائی سے بھی کہا تھا۔۔۔ پر انہوں نے کہا کہ وہ سنبھال لیں گے" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

"تمہیں لگتا ہے کہ وہ واقعی سنبھال لیں گے؟ تمہارا ساتھ دینے کی وجہ سے انکل کا ان کے ساتھ بھی رویہ سخت ہے"

”جانتا ہوں مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر وہ اتنے سکون سے مجھے یہ کہہ رہے ہیں تو یقیناً انہوں نے کچھ سوچ رکھا ہوگا“ اس کے گرد چکر لگاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔۔

”اور یہ جو تمہاری بے چینی ہے اسکا کیا؟ تم بھاگنے والوں میں سے نہیں ہو۔۔ مگر آج تم بھاگنے کا سوچ رہے ہو۔۔ تو پھر سکون کیسے آئیگا تمہیں؟“ اسے چکر لگاتے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

”میں واقعی بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں معاذ۔۔ مگر کل جب عامر بھائی نے مجھے فرار ہونے کا کہا۔۔ تو ایسا پہلی بار ہوا کہ دل نے انکار نہیں کیا۔۔ وہ فوراً مان گیا۔۔ میں کیسے یہ بات مان گیا مجھے نہیں معلوم۔۔ یہ بھی سچ ہے کہ میں بے چین ہوں۔۔ کیونکہ میں پہلی بار حالات سے بھاگ رہا۔۔ میں پہلی بار مجبوریوں کے آگے جھک رہا ہوں۔۔ مگر اس کے باوجود دل ناجانے کیوں مطمئن ہے۔۔ اس لئے میں بھی مطمئن ہوں“ اس کی باتوں میں سچائی تھی اور معاذ سمجھ چکا تھا کہ اب اسے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔۔ اس لئے وہ بھی مان گیا تھا۔۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا کیونکہ مجھے یہاں انکل کو بھی سنبھالنا ہے۔۔ مگر ایک بات پکی ہے۔۔ میں زیادہ دن تمہیں نہیں بخشنے والا۔۔ جلدی آجاؤگا تمہارے پاس" اس نے بھی کھڑے ہو کر اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"جانتا ہوں۔۔ میرے اتنے اچھے نصیب کہاں؟ مگر میں اکیلا نہیں ہونگا عامر بھائی کا ایک جاننے والا وہاں ہے۔۔ میں اسی کے ساتھ رہوں گا" عرش کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔۔

"ویسے عامر بھائی نے بھی پوری تیاری کی ہوئی ہے" اس نے ہنس کر کہا تھا۔۔ عرش بھی مسکرایا تھا۔۔

"ویسے جا کہاں رہے ہو تم؟" معاذ کو یہ پوچھنے کا خیال اب آیا تھا۔۔۔ عرش نے پلٹ کر اپنے ٹیبل پر رکھی ایک میگزین کو دیکھا تھا۔۔

جس کے سرورق پر آئیفل ٹاور کی تصویر بنی تھی۔۔ معاذ سمجھ چکا تھا۔۔ وہ پیرس جا رہا تھا۔۔

وہ دو دن سے الہام کی باتوں کو سوچ رہا تھا۔۔ اور فیصلہ وہ کر چکا تھا۔۔ اور یہ فیصلہ وہ الہام کو بھی سنا چکا تھا۔۔ جس پر وہ بے حد خوش ہوئی تھی۔۔۔ مگر پارسا کو ابھی اس بارے میں ان دونوں نے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔ چار دن بعد پارسا کی سالگرہ تھی اور اسی دن وہ اسے سب بتانے والے تھے۔۔ الہام کو اس کے لڑے بہت سی تیاریاں کرنی تھیں اور حادثہ اسکے ساتھ ساتھ تھا۔۔ احتشام کی آج کل ڈبل ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔۔ جس کی وجہ سے اسے بالکل بھی ٹائم نہیں مل رہا تھا۔۔ اس وقت بھی وہ حادثہ کے ساتھ شپنگ پر آئی تھی۔۔ اسے پارسا کے لڑے گفٹ لینا تھا۔۔ جو کہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔ پورا مال گھوم کر بھی اس نے کچھ نہیں لیا تھا۔۔

”خدا کا خوف کرو الہام۔۔ پورا مال گھوم چکی ہو تم۔۔ ابھی تک ایک چیز نہیں لی تم نے“ وہ جواتنی دیر سے اسکے ساتھ گھوم رہا تھا۔۔ آخر بول ہی پڑا۔۔

”ہاں تو کیا کروں؟ کچھ پسند ہی نہیں آ رہا“ الہام کو جیسے اس سے بڑی پریشانی تھی۔۔

"ہر سال تو تم پہلے سے سوچ کر آتی تھی کہ کیا لینا ہے۔۔ اس بار کیا ہوا تمہیں؟" وہ اب تھک چکا تھا۔۔ اس لئے رک کر پوچھنے لگا۔۔ اسکی وجہ سے الہام کو بھی رکنا پڑا تھا۔۔

"کیونکہ ہر بار تو میں صرف انکی سالگرہ کا تحفہ لیتی تھی مگر اس بار بات کچھ الگ ہے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ حامد نے اسے غور سے دیکھا تھا۔۔ آج اسکے چہرے پر ایک خوشی تھی۔۔

"اس مرتبہ بات الگ کیوں ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

"کیونکہ احتشام بھائی پارسا کو اس دن پروز کرنے والے ہیں" اس نے اسکے کان کے پاس آکر کہا تھا اور حامد ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا تھا۔۔

"سچ میں؟" اسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔۔

"یس۔۔ اس لئے تو میں کچھ سپیشل لینا چاہتی ہوں۔۔ مگر سمجھ ہی نہیں آ رہا" اسے دوبارہ اپنی پریشانی یاد آئی تھی۔۔

”ارے تو پہلے بتاتی نا۔۔ آؤ میرے ساتھ ” وہ اب اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک گولڈ کی شاپ کی طرف لے کر آیا تھا۔۔ وہ خاموشی سے وہاں بیٹھ گئی تھی۔۔ جبکہ حامد شاپ کیپر سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔ تھوڑی دیر بعد دکاندار نے ایک بکس اسکے سامنے رکھا اور اسے کھولا تھا۔۔ سامنے ہی دو کپل رنگز جگمگا رہی تھی۔۔ جن میں سے ایک گولڈ کی اور ایک سلور میں مردانہ سٹائل کی تھی۔۔

” واؤ! کتنی خوبصورت ہیں ” الہام نے انہیں چھوتے ہوئے کہا تھا۔۔

” ہاں یہ کپل رنگز ہیں ویلے تو یہ دونوں ہی گولڈ کی ہوتی ہیں مگر کیونکہ ہم مردوں پر سونا حرام ہے۔۔ اس لئے میں نے ان سے مردانہ انگوٹھی سلور کی لانے کو کہا تھا۔۔ شکر ہے کہ پہلے سے بنی تھی اور ایک ہی تھی یہ۔۔ ورنہ مسئلہ ہو جاتا ” حامد اسے بتا رہا تھا اور وہ ان انگوٹھیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

"بہت پیاری ہیں۔۔ تم یہ پیک کروا دو" اس نے اپنا کارڈ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا اور وہ اب کارڈ سے پیمنٹ کر رہا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ الہام اپنا تحفہ اپنے پیسوں سے ہی لیتی تھی۔۔

"چلیں اب؟" اس نے بیگ اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

"ہاں چلو" وہ مسکرا کر آگے بڑھی تھی۔۔

□

آج اسکی فلائیٹ تھی پاپا کے علاوہ سب جانتے تھے اسکے جانے کا۔۔ اس لئے سب ہی اسے ایئرپورٹ تک چھوڑنے گئے تھے اور ساتھ ہی گھر واپس آئے تھے۔۔ جہاں پاپا ان لوگوں کا انتظار کر رہے تھے۔۔ وہ سب انہیں دیکھ کر چونک گئے تھے۔۔

"عش کہاں ہے؟" پاپا کی گرجدار آواز نے سب کو سہما دیا تھا۔۔ سوائے عامر کے۔۔

"جاچکا ہے وہ" جواب بھی اسی نے دیا تھا۔۔

"کہاں؟" ایک اور سوال تھا۔۔

"یہاں سے بہت دور جہاں کوئی اس کے ساتھ زبردستی نہ کر سکے" جواب پھر اسی کی طرف سے آیا تھا۔۔

"یہ پٹی بھی تم نے ہی اسے پڑھائی ہوگی۔۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟" وہ اب اس پر گرے تھے۔۔

"انکل پلیز۔۔ آپ آرام سے بات کریں۔۔ ہم آپکو سب سمجھا دینگے" اس بار جواب معاذ کی طرف سے آیا تھا۔۔

"تم سے تو میں بعد میں نمٹوں گا۔۔ تمہیں اپنے بیٹے کے ساتھ میں نے اس لئے نہیں رکھا تھا کہ تم اسے گھر سے بھگا دو" توپوں کا رخ اب معاذ کی طرف ہوا تھا۔

”میں نے وہی کیا جو ایک اچھے دوست کو کرنا چاہئے اور مجھے اس میں اپنی کوئی غلطی نظر نہیں آتی“ معاذ نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔۔

”ہاں تم دونوں نے دوستی نبھائی ایک بیٹے کو اسکے باپ سے دور کر کے؟“ دونوں کی طرف اشارہ تھا۔۔ رانیہ خاموش کھڑی تھی۔۔ اس میں کچھ کہنے کی ہمت نہیں تھی۔۔

”دور ہم نے نہیں آپ نے کیا ہے اسے خود سے۔۔ اگر آپ اسے اپنے قریب رکھتے تو وہ آپ کے ساتھ ہوتا“ عامر نے جواب دیا تھا۔۔۔

”میں اسکا باپ ہوں۔۔ میں اسکے لئے کچھ برا نہیں کر سکتا“ وہ اب بھی اپنی بات پر قائم تھے۔۔

”اگر باپ تھے آپ۔۔ تو ایک باپ بن کر اس سے پوچھتے کہ وہ کیوں ایسا کر رہا ہے؟ اسکے دل کا حال جاننے کی کوشش کرتے۔۔ اسکے مسئلے۔۔ اسکی پریشانی جاننے کی کوشش کرتے۔۔ اسے احساس دلاتے کہ آپ اسکے ساتھ ہیں۔۔ تاکہ وہ آپکو اپنا حال بتاتا“ عامر کی بات پر وہ چونکے تھے۔۔ ایسا کیا تھا جو انہیں نہیں معلوم تھا؟

"کیا کہنا چاہتے ہوں؟ کیا مسئلہ ہے اسے؟" وہ اب پہلے سے تھوڑے دھیمے لہجے میں بولے تھے۔۔

"محبت" جواب معاذ کی طرف سے آیا تھا اور مظہر صاحب کے سر پر بجلی گری تھی۔۔

"آپ اسکے سامنے دنیا کی کسی بھی لڑکی کو لے آئیں انکل۔۔ وہ کتنی کی حسین کیوں نہ ہو، عرش کبھی کسی سے شادی نہیں کر سکتا۔۔ وہ کبھی کسی کو قبول نہیں کر سکتا کیونکہ اسکا دل تو سات سال پہلے ہی کسی کو قبول کر چکا تھا۔۔۔ وہ تو سات سال پہلے ہی۔۔ دل کو بھانے والی سب سے حسین لڑکی سے مل چکا تھا۔۔ وہ تو سات سال پہلے ہی کسی سے شادی کی خواہش پال چکا تھا۔۔ وہ اب کسی سے شادی کرنے کے قابل نہیں رہا انکل۔۔ کیونکہ اسے مرض ہے۔۔ ایک لاعلاج مرض۔۔ محبت کا مرض۔۔ اور اسی محبت کے انتظار میں اس نے سات سال گزارے ہیں۔۔ وہ آپکے دیئے ہوئے سات دنوں پر اپنے سات سال کے انتظار کو قربان نہیں کر سکتا انکل۔۔ وہ آخری دم تک انتظار کرتا رہے گا۔۔ اس الہام کا جو اسے اسکی محبت کا پتہ دے۔۔ وہ آپکی ضد کے لئے۔۔ اس الہام کا انتظار ختم نہیں کر سکتا تھا۔۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ وہ الہام اسے ضرور آئیگا" معاذ نے کہا تھا۔۔ اور وہاں موجود ہر شخص

اسے خاموشی سے سن رہا تھا۔۔ مظهر صاحب تو جیسے صدمے میں تھے۔۔ انہیں تو کبھی یہ احساس تک نہیں ہوا تھا۔۔ وہ اپنے ہی بیٹے سے اتنے انجان رہے تھے۔۔ واقعی وہ اسکے ساتھ نہیں تھے۔۔ تو پھر اسنے جانا ہی تھا انہیں چھوڑ کر۔۔ عرش غلط نہیں تھا۔۔ وہ صحیح نہیں تھے۔۔

□

وہ اس وقت پیرس کے ایئر پورٹ کے باہر کھڑا تھا۔۔ یہ اکتوبر کا مہینہ تھا۔۔ ویلے تو اس مہینے میں وہاں خزا کا موسم ہوتا ہے۔۔ مگر موسم ٹھنڈا اور بارشوں کی وجہ سے سردی ہی محسوس ہوتی تھی۔۔ بادلوں سے بھرے آسمان اور خزاں کی ملاوٹ نے پیرس کا موسم نہایت خوشگوار بنایا ہوا تھا۔۔ وہ بھی اسی حساب سے ڈریسنگ کیے ہوئے تھا۔۔ بلو کلر کی پینٹ کے اوپر ٹی شرٹ اور اسکے اوپر بلیک کلر کی جیکٹ پہنے ہوئے، اپنے ماتھے تک آتے بالوں کو انگلیوں کی مدد سے پیچھے کرتے اس نے سامنے دیکھا تھا۔۔ اور بال دوبارہ ماتھے پر گر گئے تھے۔۔ سامنے لوگوں کی ایک قطار بنی تھی۔۔ جہاں سب کسی نا کسی اپنے کو پک کرنے آئے ہوئے تھے۔۔ اور کچھ لوگ نام کا بینل لے کر کھڑے ہوئے تھے۔۔ یہ اس لئے تھا کہ کچھ لوگ کئی ایسے لوگوں کو پک کرنے آتے تھے جنہیں وہ پہچانتے نہیں تھے۔۔ اس لئے آنے والا اپنا نام پڑھ کر

خود ان تک آجاتا تھا۔۔ وہ بھی اسی قطار میں نظریں گما رہا تھا۔۔ عامر بھائی کا کوئی جاننے والا اسے لینے آنے والا تھا۔۔ یقیناً وہ بھی انہیں میں سے کوئی تھا۔۔ تھوڑی دیر کی تلاش کے بعد اسے اپنا نام نظر آہی گیا تھا جو کہ ایک لڑکے نے پکڑ رکھا تھا۔۔ عرش نے اسکی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔ اس نے بھی اسے آتے دیکھ کر بینل رکھ دیا تھا۔۔

”ہیلو آئی ایم عرش“ عرش نے پاس پہنچ کر ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

”تھینک گاڈ آپ آگئے مسٹر عرش! آئی ایم حامد“ حامد نے عرش سے ہاتھ ملایا تھا اور اب وہ دونوں حامد کی گاڑی کی طرف جارہے تھے۔۔

”سفر کیسا رہا آپکا؟“ اسکا سامان رکھنے کے بعد حامد نے پوچھا تھا۔۔ ساتھ ہی اسکے لئے فرنٹ ڈور کھولا تھا۔۔

”اچھا رہا۔۔ یہاں کا موسم بہت اچھا ہے“ حامد نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔۔ جب عرش نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"ہاں۔۔ موسم تو یہاں کا بہت اچھا ہے مگر سردی ہم پاکستانیوں کے لئے بہت زیادہ ہے۔۔ امید ہے آپ تیاری کے ساتھ آئیں ہونگے؟" حامد نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

"ہاں۔۔ مگر مجھے لگ رہا ہے کہ اس موسم کے حساب سے مجھے شاپنگ کرنی ہوگی" اسکی نظریں اب بھی آسمان پر تھیں۔۔

"بلکل۔۔ آج آپ آرام کر لیں پھر کل ہم آپکی شاپنگ کرنے جائینگے" حامد کی بات پر عرش نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔

"آپکو میری وجہ سے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں خود کر لوں گا" وہ واقعی اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"ارے پریشانی والی بات نہیں۔۔ ایک تو یہ کہ مجھے بھی کل جانا ہے کچھ لینے اور دوسرا یہ کہ اب ہم دوست ہیں۔۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہینگے تو ایک دوسرے کا ساتھ بھی تو دوینگے نا؟" حامد نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

” بلکل ” عرش نے کہہ کر دوبارہ باہر نظر دوڑائی تھی۔۔

جانے کیوں اسے یہ موسم بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ ایک عجیب سا سکون تھا جو اسے محسوس ہو رہا تھا۔۔ وہ تو سوچ رہا تھا کہ اپنے ملک سے دور رہ کر، اپنوں سے دور رہ کر وہ بے چین ہوگا؟ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔ یہاں تو سب کچھ اچھا لگ رہا تھا اور اپنا اپنا سا۔۔ جانے کیوں؟

حادثہ نے اپنے فلیٹ کے سامنے گاڑی پارک کی تھی۔۔

” سوری عرش۔۔ ایکچولی مجھے ہسپتال جانا ہے اس لئے ابھی میں آپکو کمپنی نہیں دے سکوں گا۔۔ پر شام کو میں آپکے ساتھ ہوں گا ” حادثہ نے معذرت خواہی میں کہا تھا۔۔

” ارے اسکی ضرورت نہیں میں۔۔ خود ایک ڈاکٹر ہوں اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں ” عرش نے اپنا سامان گاڑی سے نکالنے ہوئے کہا تھا۔۔

"تھینک یو۔۔ یہ چابی ہے فلیٹ کی۔۔ شام کو ملاقات ہوتی ہے" اس نے عرش کی طرف چابی بڑھائی تھی۔۔ جسے اس نے تھام لیا تھا اور اب وہ فلیٹ کی اندر جا رہا تھا۔۔ جبکہ حامد ہسپتال کا رخ کر چکا تھا۔

□□□

اس نے فلیٹ پر ایک طاہرانہ نظر ڈالی تھی۔۔ یہ جدید طرز کا بنا ہوا چھوٹا سا فلیٹ تھا۔۔ جس میں دو بیٹ روم، ٹی وی لانچ، امیرکن سٹائل کا بنا ہوا کچن۔۔ جہاں ضرورت کی تمام چیزیں موجود تھیں، سامنے ہی ایک ڈائیننگ ٹیبل جس کے درمیان میں ایک پھولوں کا گلدان اور آس پاس کرسیاں موجود تھیں۔۔ تقریباً آٹھ چھ افراد کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ اس نے دونوں کمرؤں کو دیکھا تھا۔۔ ایک کمرے میں حامد کا سامان موجود تھا اور ایک یقیناً اسی کے لئے سیٹ کیا گیا تھا۔ اس کمرے میں بھی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔۔ بلیو اور وائٹ کلر کے کابینیشن سے بنے ہوئے وال اور اسی کے ہم رنگ پردے، بیڈ اور فرنیچر سے روم منہایت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔ اس نے ہر چیز کی نظروں سے تعریف کی تھی اور پھر اپنا سامان اٹچ باتھ کے ساتھ بنی الماری میں سیٹ کرنے لگا تھا۔۔ سامان سیٹ کرنے کے بعد اس نے کھڑکی کے آگے سے پردے ہٹائے تھے۔۔ جہاں ایک دروازہ موجود تھا اور اسکے باہر ایک چھوٹا سا ٹیرس

تھا۔۔ تھوڑی دیر بعد اپنے لے ایک چائے کا کپ اور لیپ ٹاپ لے کر وہ ٹیس پر موجود کرسی پر آکر بیٹھ گیا تھا۔۔ کپ سامنے رکھی میز پر رکھ دیا تھا اور اب وہ معاذ اور عامر بھائی کو اپنے پہنچ جانے کی اطلاع دینے کے لے ای میل کر رہا تھا۔۔ اس کام سے فارغ ہو کر اسے نیند کا احساس ہوا اور وہ بیڈ پر آکر لیٹا تھا۔۔ اسے یہاں سب اچھا لگ رہا تھا۔۔ وہ جانتا تھا پاپا کو جب معلوم ہوگا تو وہ بہت غصہ ہونگے مگر اسے اس وقت انکے غصے کی فکر نہیں ہو رہی تھی۔۔ وہ یہاں آگیا تھا اور اسے اب یہاں جاب تلاش کرنی تھی۔۔ اسے یہاں رہنا تھا اور اسے لگ رہا تھا کہ یہاں رہنا اتنا برا نہیں ہوگا۔۔ ایک سکون تھا اس جگہ پر۔۔ ناجانے کیوں مگر جس پریشانی کے عالم میں وہ یہاں آیا تھا اب وہ اسکے دماغ پر حاوی نہیں تھی۔۔ اس نے سوچا۔۔ اسکا یہاں آنے کا فیصلہ ٹھیک تھا۔۔ اور اسی سوچ میں وہ جانے کب سوچکا تھا۔۔

شام کو وہ عرش کی وجہ سے جلدی گھر آگیا تھا۔۔ وہ اسکا مہمان تھا اور اسے وقت دینا بھی ضروری تھا۔۔ جس وقت وہ اپنے فلیٹ میں آیا۔ عرش کچن میں چائے بنا رہا تھا۔۔

"ارے آج ہی تو تم آئے ہو۔۔ آرڈر کر دیتے چائے۔۔ تمھن ہورہی ہوگی تمہیں " وہ اسے چائے بناتے دیکھ کر اسکے پاس آیا تھا۔۔

"میں پورا دن سوتا رہا تھا۔۔ اب تمھن اتر گئی ہے۔۔ تم فریش ہو کر آجاؤ پھر ساتھ چائے پیتے ہیں " اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

"اوک " حاد مسکرا کر اندر چلا گیا تھا۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹی وی لاونچ میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔

"اور اب آگے کا کیا پلین ہے تمہارا؟ عامر بھائی بتا رہے تھے کہ تم لمبے عرصے کے لئے آئے ہو؟ " حاد اب اسکے متعلق پوچھ رہا تھا۔۔

"ہاں۔۔ مجھے یہاں کافی لمبا عرصہ گزارنا ہے اس لئے مجھے اب جاب کی تلاش شروع کرنی ہے " اس نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا تھا۔۔ یہ تو وہ پاکستان سے ہی سوچ کر آیا تھا کہ وہ اب پانچ یا چھ سال سے پہلے وہ یہاں سے واپس نہیں جائیگا۔۔

"یہ بھی اچھا ہے۔۔ ویلے میرے ایک جاننے والے سینئر ڈاکٹر ہیں۔۔ مجھے یقین ہیں وہ کسی ہسپتال میں تمہاری جاب کروا دیں گے"

"تم نے ویلے ہی مجھے اپنے فلیٹ میں جگہ دی ہے۔۔ میں تمہیں مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا
"عرش کو اسے تکلیف دینا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔"

"یہ کیا بات کردی تم نے۔۔ بھئی ہم دوست ہیں۔۔ تو ایک دوسرے کا ساتھ دینگے نہ؟ اور
تم پریشان مت ہو۔۔ فری میں تھوڑی کر رہا مدد۔۔ جیسے ہی جاب گے گی تم مجھے اچھی سی
ٹریٹ دینا" حامد نے کہا تھا۔۔

"ضرور دونگا" عرش کو فوراً معاذ کا خیال آیا تھا۔۔ وہ بھی ہر کام کرنے کی ٹریٹ لیتا تھا۔۔

"پھر ایسا کرتے ہیں کل ہم شاپنگ پر جائیگے اور پرسوں میں تمہیں ان سے ملوا دوںگا۔۔ بلکہ
ایک اور آئیڈیا ہے" حامد نے اچانک ہی ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

"پرسوں ہماری ایک فرینڈ کی برتھ ڈے ہے۔۔ تم میرے ساتھ چلنا " حاد کی بات عرش کو تھوڑی عجیب لگی تھی۔۔

"میں کیسے جاسکتا ہوں؟ میں انہیں جانتا تک نہیں ہو اور اس طرح بنا جان پہچان کے جانا عجیب گے گا " عرش کی بات پر حاد ہنسا تھا۔۔

"ارے بھائی۔۔ جان پہچان کے لئے ہی تو جارہے ہیں اور پھر تم میرے دوست ہو۔۔ اس لیے انجان نہیں ہو۔۔ بس تم کل گفٹ بھی لے لینا۔۔ پرسوں ہم دونوں ساتھ جائینگے " حاد سب ڈیپائیڈ کر کے اپنی چائے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔ جبکہ عرش بھی مسکرایا تھا۔۔ وہ جانتا تھا یہاں اتنی جلدی جاب ملنا بہت مشکل تھا۔۔ ہاں اگر کوئی اپکی مدد کر دے تو جاب آسانی سے لگ جانی تھی۔۔۔ اور اس وقت اسے جاب کی ضرورت تھی۔۔ کیونکہ وہ زیادہ عرصہ حاد کے فلیٹ میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔۔ اسے اپنے رہنے کا خود بندوبست کرنا تھا۔۔ اور اس کے لئے اسے جاب چاہیے تھی۔۔ اور اس کے لئے اسے حاد کے اس جاننے والے سے بھی ملنا تھا۔۔